تین مدارسِ فکر

از جناب محمد زبیر صاحب بی اے آنرز ایم - اے

صلاح و فساد کی بحث کے بعد ہماری راہِ سفر جس گھاٹی میں پہنچ گئی ہے وہ کانٹ (Kant) کے عقائد سے مرتب ہے۔ اس مرحلہ پر ہمیں اسکے پیچ و خم سے گذرنا ہے۔ ذیل کے تین مدارس فکر اب ہمارے سامنے ہیں:۔

۱- ہوبز (Hobbes) اپیکیورس (Epicurus) اور افادیت کے علمبردار۔

۲- کانٹ اور اسکے ہم خیال مفکرین فشتے (fichte) وغیرہ۔

۳- شلائیر میچر (Schleiermacher) اور جینٹ (Janet)

ان علما کو اگر کسی ایک مجلس میں بلایا جا سکتا تو انکی بحث کچھ اس نوعیت کی ہوتی:

اپیکیورس اور ہوبز :۔ زیادہ سے زیادہ خوشی کو کم سے کم تکلیف کے ساتھ حاصل کرنا زندگی کا مقصد ہے۔

کانٹ :۔ حصول مسرت کے لیے جینا یا تو رہبانیت ہے یا بربریت۔ نیکی یا اچھائی کا جینا نہیں۔

اپیکیورس :۔ انسان کے اخلاق کی جڑیں اسکی اپنی فطرت میں ہیں۔ انسان فطرۃً خوشی کو تلاش کرتا اور غم سے بھاگتا ہے۔ انسان کو اپنے اندر کی روشنی سے چلنا ہے۔ (گذشتہ اشاعت میں اسکی تفصیلات گذر چکی ہیں)

کانٹ :۔ انسان کی فطرت اُسے تاریکیوں کی جانب لے جائیگی۔ اُسے اس پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ بھلائی اور برائی یا نیکی اور بدی کا ایک ضابطہ (Law) خارج میں موجود ہے (معروضیت)۔ یہ افراد

سکے رد و قبول سے بالاتر ہے۔ ہر فرد بشر کے لیے ثابت و قائم ہے۔ ہر ایک کے جذبات سے بے نیاز ہے۔ اسی پہ پورا اترنا بھلائی ہے، خواہ رنج اٹھانا اور دکھ سہنا پڑے۔ انسان کے لیے یہ فرائض ایک عالمگیر شکل رکھتے ہیں۔

تمہیں مسرت طلبی کے طوفانی جذبات نے بلا لیا ہے۔ اپیکیورس کا مشورہ یہ ہے کہ خوشی کے تعاقب میں دوڑ جاؤ۔ کانٹ نے طاق سے دستور کو اتار کر اسکے اوراق الٹے اور پڑھا: زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ شراب نہ پی۔ تم نے پوچھا: کیوں؟ کانٹ نے کہا: اسلیے کہ ضابطہ یہی کہتا ہے۔ یہ بنا بنایا موجود ہے۔ تم نے چھڑی ہاتھ سے رکھ دی۔ بیٹھ گئے اور پوچھا اس کا مصنف کون ہے؟ میری زندگی کے لیے ضابطہ بنانے کا اقتدار اسے کس بنیاد پر حاصل ہوا؟ میں کیوں اپنی ایک خواہش پوری نہ کروں؟ میں کیوں اس طوفانی رات میں مجبور ہوں کہ ایفائے عہد کے لیے سمندر کی موجوں سے ٹکرا جاؤں؟

کانٹ جواب دیتا ہے: بس! یہ مقررہ دستور ہے معروف عام اور عالمگیر ہے۔ اسکے مظاہر سے اس کا وجود ثابت ہے اور وہ سب اسکی عالمگیری میں ہیں۔ اسکی اطاعت لازمی اور ناگزیر ہے۔ اخلاق کی نگاہ میں نیک یا پسندیدہ افعال صرف وہ ہیں جو اسکی ناگزیریت (Obligation) کے پیش نظر وجود میں آئیں۔ اخلاق کا حکم یہی ہے اور تمہیں ایسا ہی کرنا ہوگا۔ انجام کی تلخیاں ان اخلاقی بلندیوں کے حصول کی خاطر تمہیں گوارا کرنی ہونگی۔ یہ ایک عالمگیر قانون اخلاق ہے۔ اسکے عواقب سے بے نیاز ہو کر اسکی فرمانبرداری خود اسکے اپنے لیے ثمرۂ اخلاق ہے۔ یہ سودمندیوں کی تلاش اور منافع کی آرزو سے بالاتر ہے۔ اس ضابطہ کی اطاعت انسانیت کا فرض اولین ہے۔ نیکی صرف وہ ہے جو اس فرض انسانی یا ضابطہ میں ہو۔ یہ کہنا کہ فلاں فعل نیک ہے اسلیے ضابطہ میں ہے، غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ فلاں فعل ضابطہ میں ہے اسلیے نیک ہے۔

خالص نیک چیز اس دنیا میں صرف نیک ارادہ ہے۔ دنیا کی ہر شے اضافی قدر و قیمت رکھتی ہے اس کا اچھا استعمال ہو تو وہ اچھی ہے برا ہو تو بری۔ مگر نیک ارادہ اس اصول سے مستغنی ہے وہ بہرحال نیک ہے

یہ نیک ارادہ تجزیہ کرو تو اس سے زیادہ نہیں کہ فرض انسانی (duty) کو ادا کرنے یا ضابطہ (Law of duty) حیات پر پورا اترنے کی ایک آرزو ہے۔ یعنی ارادہ نیک جب ہوتا ہے جبکہ ہم فرض انسانی یا ضابطہ حیات کو اپنے اوپر جاری کرنا چاہیں۔ مرکزی چیز فرضیت ہے۔

ادائے فرض سے پہلے عامل کے لیے دو شرائط ہیں۔ ایک سلبی۔ دوسری ایجابی۔

سلبی شرط یہ ہے کہ وہ رسماً و عادتاً ادا نہ ہو۔

ایجابی یہ کہ وہ احساسِ فرض کے ساتھ ادا ہو۔

ارادہ میں احساس فرض آیا تو وہ نیک ہو گیا۔ وہ نیک ہے تو انجام کی نیاز مندی باقی نہیں رہتی انجام بد ہو جب بھی ہم مجرم نہیں۔ تم نے پورے احساس کے ساتھ مرنے والے کی سوکھی ہوئی زبان پر پانی ٹپکایا اور وہ باتیں کرنے لگا۔ تم نے فرطِ محبت سے اُسے اٹھا لیا مگر اس کی ٹوٹی ہوئی ریڑھ کی ہڈی دوہری ہو گئی۔ وہ درد سے کراہا اور اُس نے دم توڑ دیا۔ تم اپنی لغزش پر کانپ اٹھے۔ مریض کو تم نے صحیح دوا دی مگر وہ زہر ثابت ہوئی۔ اس معاملہ میں چونکہ ارادہ نیک تھا اسلیے یہ افعال نتائج و عواقب کے حسن و قبح سے بے نیاز ہیں۔ نیکی کی بنیاد احساسِ فرض پر ہے۔ احساس فرض نیکی پر مبنی نہیں۔ بنیاد احساسِ فرض ہے نہ کہ نیکی۔

ان تشریحات سے اگر ہم ریاضی کے اصول پر ایک مساوات قائم کرنا چاہیں تو وہ حسب ذیل ہوگی:

فرض انسانی کا احساس + ارادہ جو نفع و ضرر کی امید و بیم سے پاک ہو = نیکی

تغافل + ارادہ = بدی

عادتاً وہی کچھ کرتے جانا جو کبھی احساس فرض سے کیا تھا = بارگاہ اخلاق میں بدی (اگرچہ قانون کی نگاہ میں یہ غیر و قبیح نہیں)

جینٹ اور اسکے ہمنوا۔ اس سے تو یہ نتیجہ نکلا کہ بذات خود نیک اور بد کوئی چیز نہیں۔ یعنی خدا

شیطان سے بہتر نہیں ۔ صداقت، انصاف، وفاشعاری، حسن کلام، صناعی، جمال ۔ یہ سب خوبیاں نہ ہوئیں۔
کانٹ :۔ خوبی دو قسم کی ہوتی ہے ۔ فطری خوبی اور اخلاقی خوبی ۔ فطری خوبی وہ ہے جو ہم میں محض اعتراف کا جذبہ پیدا کردیتی ہے ۔ اخلاقی خوبی کے لیے فرض انسانی کا احساس اور بے لوث ارادہ لازم ہیں ۔ فطری نیکی تو ایک قسم کی عیش پرستی ہے ۔ اسلیے اسکی جانب ہمیں ملتفت نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ جذبات کی غلامی یا اپیکیوریت ہے ۔

جینٹ :۔ صرف اسی ایک جرم سے کہ فطری نیکی ہمارے جذبات میں سرور اور ٹھنڈک پیدا کرتی ہے ہمیں اُسے جذبات کی غلامی کہہ کر الگ نہیں ہونا چاہیئے حسین کلام، صناعیت، سائنس ہماری روح میں کونسی ہیں ۔ اور جذبات عیش کو بھی متاثر نہیں کرتے ۔ تو پھر انکو کیا نام دیا جائیگا؟ یہ مانا کہ ان کا اچھا یا برا استعمال انہیں اخلاقی نیکی یا بدی میں شامل کردے سکتا ہے ۔ مگر استعمال سے قبل انہیں کیا کہو گے؟ حسن، شجاعت، حاضر جوابی خود اپنے آپ میں بنیادی بھلائیاں ہیں ۔ اخلاقی بھلائیاں ان بنیادی بھلائیوں کے اچھے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں ۔ اخلاقی بھلائیوں پر عمل پیرا ہونے سے ایک سیرت نمودار ہوتی ہے اور وہ روح کی اصلی نیکیوں مثلاً قوت، وجاہت، صفاء باطن اور خلوص کی تنفیذی شکل کے سوا کچھ نہیں ۔ کانٹ کا یہ کہنا کہ نیک ارادہ کے سوا کوئی دوسری شے نیک نہیں اخلاق کو تصنوعیت کا رنگ دینا ہے ۔ اپیکیورس کی مسند پر بیٹھنا ہے ۔ اس کا یہ کہنا تو بجا ہے کہ نیک ارادہ اخلاقی بھلائی ہے ۔ مگر صرف اسی قدر کہنا درست نہیں کیونکہ اسکے علاوہ بھی حقیقی یا اصلی نیکیاں ہیں ۔ مثلاً ذہانت، عزم، ضبط نفس، اقتصاد، اعتماد علی النفس بذات خود روح کی نیکیاں ہیں ۔ یعنی اخلاق کی بنیادی نیکی ہے ۔ ضابطہ یا فرض انسانی کا صرف احساس نہیں۔ بلاشبہ نیک ارادہ یا نیت نہایت بلند مقام رکھتے ہیں ۔ مگر اخلاق کے مبانی اور بھی ہیں ۔ اگر نہ ہوتے تو تہذیب و تعلیم کی ضرورت کبھی محسوس نہ ہوتی ۔ ہر کوئی اپنے نیک ارادہ سے اپنی راہ کاٹتا اور بڑھتا جاتا ۔ حالانکہ بہت سی راہیں ایسی ہیں کہ تم نے انہیں بہتر اور مفید سمجھ کر اختیار کیا مگر وہ تمہیں ہلاکت کی جانب

لے گئیں - نیز اخلاقیات میں یہ اصولی طور پر موضوعیت (Subjectivity) کا اقرار ہے - اپیکیورس کو صحیح کہنا ہے - اخلاق کو معروضیت (Objectivity) سے نیچے کھینچ لانا ہے - حالانکہ اپیکیورس سے ہمارے اختلاف کا نقطۂ آغاز ہی یہ تھا کہ اس نے اخلاق کو ایک موضوعی انتخاب سمجھا اور ہم نے اُسکی خارج میں ایک مستقل شکل دیکھی -

کانٹ کی نگاہ میں نیکی کی بنیاد ضابطہ پر ہے - مگر ضابطہ کا مصنف معلوم نہیں - بس ضابطہ فرض انسانی ہے اور انسان کے اندر آفاق گیر بنیادوں پر معروف و معلوم ہے - اگر ایسا ہی ہے تو جب ایک برائی عالمگیر بنیادوں پر رائج ہو جائے تو اُسے کیا کہو گے ؟ کیا اُسے نیکی سمجھ لو گے ؟ نیز یہ کہ کسی دستور یا ضابطہ کو یہ خداوندی حقوق دے دینا کیوں صحیح تسلیم کر لیا جائے ؟ انسان نے سیاسیات کے معرکوں میں خون کی ندیاں بہا کر یہی وہ بصیرت ہے جسے حاصل کیا ہے - اُس نے دریافت کر لیا ہے کہ تخت کو یا کسی ضابطہ اور قانون کو مطلقیت یا خداوندی حقوق دینا کسی طرح بھی جائز نہیں -

اپیکیورس :- کانٹ ایک ایسے فرض انسانی کا قائل ہے جسکی مطلقیت کو وہ کسی استدلال کے بغیر قبول کر لیتا ہے - اُسے کورانہ قبول کر لینے کے لیے کہتا ہے - یہ کوری بصر کے سوا کچھ نہیں - انسانیت کے اعزاز کے خلاف ہے - اسکے برعکس خوشی کی تلاش ہمارے لیے ایک وجدانی شئے ہے - ہماری جبلت ہے - خدا نے اپنے ہاتھوں سے ہم میں پیدا کی ہے - اسے چھوڑ کر ہمیں کانٹ کی صدائیں ایک اندھے قانون کی جانب کیوں بلاتی ہیں ؟

علمائے افادیت :- کانٹ کے دعاوی میں تناقض ہے - وہ کہتا ہے ایفائے عہد اور ہمدردی بنی نوع کا ہمیں ارادہ کرنا چاہیے ورنہ احتیاج کے مواقع پر ہم کسی دوسرے سے امید نہیں رکھ سکینگے - صاف طور پر یہ افادیت ہے - انجام بینی ہے - اور وہ نہیں جسے کانٹ نے عالمگیر ضابطہ یا فرض انسانی کہا تھا جسکے استبداد کے سامنے ہمیں وہ جھک جانے کے لیے کہتا ہے جسکی سرکار میں استدلال کا گذر

ممکن نہیں یعنی خود اسکی اپنی نگاہ میں اخلاق کا موضوعی مقام ثابت ہے۔

جینٹ :۔ کانٹ کی اگر خامئ فکر کو درست کر دیا جائے تو مسئلہ کی یہ صحیح شکل ہمارے سامنے آجائیگی۔ ریاضی تعبیر میں اگر کوئی کانٹ کی مساوات اخلاق کو درست کرنا چاہے تو اُسے اُلٹ دینا چاہیے۔ یعنی فرض انسانی کی بجائے ہمیں نیکی (Good) کو اخلاق فاضلہ کی بنیاد تسلیم کر لینا ہوگا۔ رہا یہ کہ فرض انسانی کو کیسے اور کس اسپرٹ میں ادا کیا جائے؟ اس خصوص میں کانٹ نے جو کہا ہے ہمیں اُس سے کلی اتفاق ہے۔

مساوات کی صحیح صورت : نیک افعال + ارادہ (عمل) = فرض انسانی

بد افعال + ارادہ (عمل) = تغافل

اپنے پورے مطالبات کے ساتھ یہ اخلاق کا معروضی نظریہ ہے۔ یعنی نیکی خارج میں موجود ہے۔ بعض افعال خود نیک ہیں اور بعض بد۔ فرض انسانی یہ ہے کہ نیک کو اختیار کرے اور بد کو رد کر دے۔

کانٹ :۔ کائنات ارضی میں "اخلاقی شخص" صرف انسان ہے۔ کیونکہ صرف یہی "اخلاقی عامل" (Moral Creature) ہے۔ صرف اسی کے دم سے یہ زمین کارگاہِ عزم و عمل ہے۔ باقی جو کچھ ہے اسکے لیے حصول مدعا کی راہ میں ایک واسطہ (thing) ہے۔ کائنات کی ہر شے انسان کے لیے ہے۔ انسان ناقابلِ انفساخ ہے۔ یہ مقصود کائنات ہے۔ کسی کو اسے منسوخ کر دینے کا حق نہیں۔ خود اسکو یہ حق حاصل نہیں کہ یہ اپنی ذات کا احترام نظر انداز کر دے۔

شلائیر میچر :۔ خدا کا وہ تخیل جس پر نیکی کو مبنی خیال کیا جائے جسکی فرمانبرداری کی راہ میں استدلال کو روا نہ رکھا جائے، انسان کے مرتبہ کو نظر انداز کرتا ہے۔ اُسے "اخلاقی شخص" کی حیثیت سے نیچے کھینچتا ہے۔ اُسے قابلِ تنسیخ قرار دیتا ہے۔ اپنے اِس حسین و جمیل تصور کی کانٹ خود تنقیض کر رہا ہے۔ وہ اُلجھ گیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نیکی بنیاد ہے۔ اسکو اختیار کرنا انسانی فرض ہے۔ اُسے مدح و ذم کی بیم و رجا سے بالا ہو کر ادا کرنا لازم ہے۔ معروضیت کی یہ کامل تعبیر ہے۔